کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام و عظام اس مسئلہ کی بابت

الحمدللہ بندہ کو اللہ تعالیٰ نے عمرہ کی سعادت سے نوازا ہے روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے

لیکن روضہ رسول علیہ السلام پر پہنچ کر اس بات پر ذہن الجھ گیا کہ کہاں غائب کے صیغوں کے ساتھ صلوۃ و سلام پیش کرنا ہے اور کہاں حاضر کے صیغوں کے ساتھ

الحمدللہ بندہ حیاۃ النبی " کا قائل ہے مگر جن احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا براہ راست سننا اور جواب دینا منقول ہے ان میں "عند قبری " کے الفاظ ہیں جسکا مصداق تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کا حصہ ہے جبکہ بعض حضرات کا خیال ہیکہ "عند قبری " کا اطلاق پوری مسجد نبوی پر ہوتا ہے

قیام مدینہ منورہ میں ہر مومن کی زبان پر بکثرت صلوۃ و سلام کا ورد جاری رہتا ہے

ہر وقت صلوۃ و سلام روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچ کر پیش کرنا ایک عام آدمی کیلئے ممکن ہی نہیں

اب سوال یہ ہیکہ قرب و بعد کی حد فاصل کیا ہے۔ کہاں پہنچ کر حاضر کے صیغوں کے ساتھ "صلوۃ و سلام " پیش کرنا چاہیئے اس سے پہلے پہلے غائب کے صیغوں کے ساتھ

قرآن حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

عین نوازش ہوگی

دار الافتاء
فتوی نمبر ۶۲/۱۷۵۹
مورخہ

العارض

[illegible]

الجواب حامدا ومصليا

واضح رہے کہ حدیث میں وارد ہونے والے الفاظ "عند قبری" کا اولین مصداق روضہ اقدس کے سامنے اور دائیں بائیں یعنی آس پاس کا حصہ ہی ہے، لیکن ہمارے بعض علماء مثلاً: مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ "مسجد نبوی میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اسکو حضرت ﷺ خود سنتے ہیں" (عقائد اہل السنۃ والجماعۃ از مولانا عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ) گویا پوری مسجد نبوی نبی کریم ﷺ سے قریب کے حکم میں ہے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ مسجد بہت سے احکام میں "مکانِ واحد" یعنی ایک ہی جگہ کے حکم میں ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ مسجد نبوی میں اگر دور سے بھی حاضر کے صیغوں کے ساتھ سلام پیش کیا جائے تو یہ بھی جائز ہو۔ تاہم مسجد نبوی میں موجود ہوتے ہوئے دور سے حاضر کے صیغوں کے ساتھ سلام پیش کرنا احادیث میں منقول نہیں اور سوال میں ذکر کردہ حدیث کے الفاظ سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی، نیز زبدۃ المناسک میں بھی مواجہہ کو سلف کا طریقہ قرار دیا گیا ہے اور بعض شافعیہؒ نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ "عند قبری" سے مراد بظاہر پوری مسجد نبوی نہیں بلکہ مسجد نبوی کا محض وہ حصہ ہے جس پر عرفاً قبر کے پاس ہونا صادق آتا ہے۔ اس لئے زیادہ بہتر یہ ہے کہ روضۂ اقدس کے قریب حاضر ہو کر مخاطب کے صیغے سے سلام پیش کیا جائے اور اگر رش وغیرہ کی مجبوری کی وجہ سے دور سے سلام پیش کرنا ہو تو اس کے لئے غائب کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے عام درود شریف پڑھا جائے۔

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ: ص: 57 :

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ فرمایا کرتے تھے:

آنحضرت ﷺ حیات ہیں، لہذا پست آواز سے سلام کرنا چاہیے۔ مسجدِ نبوی ﷺ کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو حضرت ﷺ خود سنتے ہیں (تذکرۃ الخلیل: ۲۰۶)

زبدۃ المناسک: ۴۸۵

باقی یہ جو لوگ بعد نماز کے واپس جاتے ہیں اس وقت اکثر تو خود مواجہ شریفہ پر حاضر ہو کر سلام پڑھتے ہیں بعض جہاں نماز پڑھی وہاں ہی سے کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں اور اس کو طریقہ زیارت پر حاضر ہونے کے بجائے قرار دیتے ہیں ہاں اس میں شک نہیں کہ جائز تو ہے، لیکن یہ صورت کون سے طریقہ کے بجائے سمجھی جائے۔ اس میں یہ عرض ہے کہ یہ صورت اس طریقہ کے بجائے متصور کرنی چاہیے جو بعید اً حجرہ منیفہ پر نظر پڑنے پر سلام پڑھا جاتا ہے۔ نہ کہ مواجہ شریف میں حاضر ہو کر زیارت کے لئے کھڑے ہونے کی صورت میں جو کہ سلف کا طریقہ زیارت ہے۔۔۔۔۔۔ پس دور سے سلام پڑھنا اور بات ہے اور مواجہہ مبارک میں جا کر زیارت کرنا اور چیز ہے۔ اس کو زیارت کے قائم مقام قرار دینا بعید از قیاس ہے۔۔۔۔ اسلئے اس صورت وہیئت کا کہیں نہ متقدمین ومتاخرین نے ذکر کیا ہے نہ معمول رہا ہے۔ اپنے حضرات کا بھی یہی معمول دیکھا گیا ہے جو عرض کیا گیا۔ یہ ایجادات اس زمانہ میں پیدا ہوئی ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ بسبب کثرتِ زائرین یا بوجہ اپنی کسی ضرورت وغیرہ کے زیارت کے لئے حاضر نہ ہو سکے تو وہ اس طریقہ پر ہی اکتفا کرلے کہ مسجد میں داخل ہو کر پہلے وہاں سلام وصلوۃ پڑھے کہ یہ صورت

منقول ومعمول سلف ہے۔ واللہ اعلم یا دوسرا کہ بالفرض اگر موسم حجاج کی کثرت کی وجہ سے مواجہ مقدسہ پر حاضر ہونا مشکل ہو تو سرہانے شریف وغیرہ کی طرف سے حجرہ منیفہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کردے کہ صحابہؓ مواجہ کی طرف سے چونکہ اس وقت ازواج مطہرات حجرے تھے تو سرہانے کی طرف سے حاضر ہو کر سلام پڑھتے تھے تو یہ صورت بھی گویا حاضری زیارت قبر مطہرہ کی طرح متصور ہو سکتی ہے۔ اور حضور ﷺ کا مسجد نبوی میں پست آواز کا سننا اور بات ہے اور زیارت کیلئے مواجہہ شریف پر حاضر ہونا اور امر ہے۔ جسکے ہم مامور ہیں اس طریقہ کو کسی اور ہیئت سے نہ بدلا جائے یہی ہمارے حضرات کا معمول ہے۔

رفیق حج: ۲۴۷: مسئلہ: اگر کسی وقت خاص مواجہہ شریف پر حاضری کا موقع نہ ملے تو روضۂ اقدس کے کسی طرف بھی کھڑے ہو کر یا مسجد نبوی میں کسی جگہ سے بھی سلام عرض کیا جا سکتا ہے، اگرچہ اسکی وہ فضیلت نہیں جو سامنے سے حاضر ہو کر سلام عرض کرنے کی ہے۔

غنية الناسك (٣٨٢)

ولا يمر به (أي بمحاذاة قبره) حتى يقف ويسلم ، ولو من خارج المسجد وجداره

مناسک ملاعلي القاري (٥١٦)

(ولا يمر به) أي بمحاذاة قبره من جميع جوانبه (حتى يقف ويسلم) أي بتطويله أو اقتصاره (ولو من خارج) أي من المسجد وجداره ، فقد روي عن أبي حازم أن رجلا أتاه ، فحدثه أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يقول : قل لأبي حازم أنت المار بي معرضا ، لا تقف تسلم علي ، فلم يدع ذالك أبوحازم مذ بلغه الرؤيا ،

الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي - (١ / ١٩٩)

(وسئل) عن حديث من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي بعيدا عن قبري بلغته ما المراد بالعندية للقبر والبعد عنه (فأجاب) بقوله الذي يظهر أن المراد بالعندية عند القبر الشريف على ساكنه أفضل الصلاة وأزكى السلام أن يكون في محل قريب منه بحيث يصدق عرفا أنه عنده وبالبعد عنه ما عدا ذلك وإن كان بمسجده صلى الله عليه وسلم

شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية - (٧ / ٣٧٢)

وروى الخطيب عن أبي هريرة، مرفوعًا: "من صلى عليّ عند قبري سمعته، ومن صلى علي نائيًا وكل الله به ملكًا يبلغني"، ورواه الديلمي بلفظ: "نائيًا أبلغته" أيْ: بعيدًا أبلغنيه الملك، فظاهره أن تبليغه ما لم يكن المصلي عند القبر الشريف، وإلا سمعه صلى الله عليه وسلم بنفسه.قال الشهاب بن حجر في فتاويه: والذي يظهر أن المراد بالعندية أن يكون في محل قريب من القبر، بحيث يصدق عليه عرفًا أنه عنده، وبالبعد عنه ما عدا ذلك، وإن كان بمسجده صلى الله عليه وسلم.........................

واللہ تعالیٰ اعلم
محمد طلحہ ہاشم عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۵ / صفر الخیر / ۱۴۳۶ھ
۲۸ / نومبر / ۲۰۱۵ء

الجواب صحیح
(بندہ عبدالرؤف سکھروی)
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۷ / صفر الخیر

الجواب صحیح
(محمود اشرف عثمانی)
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۵ / صفر الخیر

دار الافتاء فتوی نمبر ۱۷۵۹/۹۲

00236